THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday the May 24, 2024
(338th Session)
Volume III, No.03
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume III SP.III (03)/2024
No.03 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Questions and Answers 2
3. Leave of Absence 7
4. Laying of the Reports of Appropriation Accounts of the Government of Pakistan for the Financial Year, 2020-2021 and the Auditor-General of Pakistan for the Audit Year 2021-2022 8
5. Laying of the Reports of Leftover/Remaining Appropriation Accounts of the Government of Pakistan for the Financial Year, 2021-2022 and the Auditor-General of Pakistan for the Audit Year 2022-2023 9
6. Laying of the Half Yearly Report of the Board of Directors of State Bank of Pakistan on the state of Pakistan's Economy for the Year 2023-2024 9
7. Calling Attention Notice by Senator Danesh Kumar regarding the limited supply of electricity only for three hours per day by QESCO to the agricultural tube-wells in Balochistan 10
    - *Sardar Awais Ahmad Khan Leghari, Minister for Power 12*
8. Point of Order raised by Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition regarding formation/composition of Senate House and Finance Committees and the incident of demolition of Part of PTI Central Secretariat by CDA 18
    - *Senator Azam Nazeer Tarar 22*
9. Motion under Rule 167 moved to elect Senate House Committee 25

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Friday, the May 24, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty five minutes past ten in the morning with Mr. Acting Chairman (Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿٦﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ كَلَّا بَلْ
تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿٩﴾ وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿١٣﴾ وَ اِنَّ
الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿١٤﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿١٥﴾ وَ مَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿١٦﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ
مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَ الْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿١٩﴾

ترجمہ: اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے رب کریم کے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا۔ جس نے تجھے پیدا کیا پھر درست اور سیدھا کیا ار پھر تیری ساخت میں مناسب تبدیلی لایا۔ جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا۔ ہرگز نہیں بلکہ تم قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہو اور بے شک تم پر کچھ نگہبان فرشتے مقرر ہیں۔ وہ معزز لکھنے والے ہیں۔ وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔ بے شک نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور بے شک بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے۔ اس میں قیامت کے دن داخل ہوں گے اور اس سے کہیں چھپ نہ سکیں گے اور پھر آپ کو کیا معلوم کہ قیامت کا دن کیا ہے؟ پھر آپ کو کیا معلوم کہ قیامت کا دن کیا ہے؟ اس دن کوئی شخص کسی دوسرے کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے گا اور اس دن تمام امور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوں گے۔

(سورۃ الانفطار آیات نمبر ٦ تا ١٩)

جناب قائم مقام چیئرمین: جزاک اللہ۔ (آگے T02 پر جاری ہے)

T02-24May2024 Rafaqat Waheed/Ed: Ahsan 10:40 am

جناب قائم مقام چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Questions and Answers

جناب قائم مقام چیئرمین: آرڈر نمبر 2۔ اب ہم وقفہٗ سوالات شروع کرتے ہیں۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ۔ موجود نہیں ہیں۔

(Q. No.9)

جناب قائم مقام چیئرمین: اگلا سوال۔ سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب۔

(Q. No.14)

جناب قائم مقام چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال اس حوالے سے یہ ہے کہ خیبر پختونخوا میں جتنی بھی highways اگلے آنے والے سالوں میں بنی ہیں، انہوں نے اس کی details دی ہیں۔ اس کے مطابق خیبر پختونخوا میں جن roads کی construction ہونی ہے، اس میں ہم نے پچھلے ایک دو سالوں میں کوئی inauguration تو نہیں دیکھی، اب جو details انہوں نے دی ہیں، انہوں نے بتایا ہے کہ کتنا expenditure ہونا ہے لیکن releases اور دوسری تمام چیزوں کی مزید detail ہمیں بتائی جائے کیونکہ ہم نے تو کچھ بھی نہیں دیکھا۔ آگے اس میں یہ جو بتا رہے ہیں کہ NHA is planning to execute various new schemes in Khyber Pakhtunkhwa province. اس کی بھی detail دی گئی ہے۔ جناب چیئرمین! ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ منصوبے کب شروع ہوں گے، ان کی مالیت کتنی ہے اور یہ ختم کب ہونے والے ہیں کیونکہ ہمیں تو ابھی تک خیبر پختونخوا میں اس حکومت نے کچھ نہیں دکھایا۔ نہ پچھلی حکومت جو PDM کی رہی ہے اور نہ ابھی اس وقت ہمیں کچھ اس کے حوالے سے پتا ہے۔ اگر اس پر منسٹر صاحب کوئی روشنی ڈالنا چاہیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ہمارے پاس details ہیں، تین سالوں میں جو منصوبے بنائے گئے ہیں، جو on-going projects ہیں۔ سرائے گمبیلا سے کوہاٹ 128 کلومیٹر روڈ ہے۔ اس پر 30 ارب کی لاگت آئی ہے۔ یہ سڑک جون 2024 یعنی اگلے مہینے رواں ہو جائے گی۔ کوہاٹ براستہ جنڈ روڈ ہے، اس کو موٹروے M-14 یعنی اسلام آباد تا ڈی۔آئی۔خان موٹروے سے ملانے کے لیے dual carriageway کیا جارہا ہے۔ اس پر 18.7 ارب روپے لگ رہے ہیں۔ یہ بھی جون 2024 میں یعنی اگلے ماہ کے اختتام تک مکمل ہو جائے گا۔ پرانا بنوں روڈ ہے، اس کو بھی دو رویہ کیا جارہا ہے اور اس کی لاگت 17.2 ارب روپے ہے۔ یہ ستمبر 2024 میں مکمل ہوگا۔ پشاور ناردرن بائی پاس کی لاگت 27 ارب روپے ہے۔ اس میں delays آنے کی ایک وجہ ہے۔ صوبائی اور وفاقی حکومتوں نے پوری کوشش کرلی ہے، وہاں پر land acquisition کے issues ہیں کیونکہ اس میں کچھ قبائل کے علاقے بھی آتے تھے۔ وہاں پر قبضے کسی کے ہیں، خانہ ملکیت میں کوئی اور تھے۔ صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت وہاں پر اکٹھے ہو کر کام کرتی رہی ہیں کیونکہ منصوبہ وفاقی حکومت کا تھا جبکہ صوبائی حکومت کی anxiety تھی کہ یہ بنے۔ یہ سب کے لیے بھلے کا کام ہے۔ اس میں کچھ areas ابھی بھی پھنسے ہوئے ہیں ورنہ یہ complete ہو جاتا۔ They are quite sanguine کہ اس کو دسمبر 2024 تک مکمل کرلیں گے۔ چکدرہ فتح پور سیکشن ہے (N-95) جسے عام طور پر بحرین کالام روڈ کہا جاتا ہے۔ اس پر 7 ارب روپے کی لاگت ہے۔ یہ سڑک مکمل ہو چکی ہے اور اب functional ہے۔ پیزو سے ٹانک روڈ کی up-gradation کا منصوبہ ہے جو کہ 4 ارب روپے مالیت کا ہے۔ یہ جون 2024 میں مکمل ہوگا جس کا PC-I اور دوسری چیزیں ہو چکی ہیں۔ اگر معزز رکن کی کوئی further observation ہو تو میں حاضر ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دنیش کمار! ضمنی سوال پوچھیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! شکریہ۔ تارڑ صاحب ہمارے senior ہیں اور ماشاءاللہ، بہت اچھا جواب دیتے ہیں۔ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کی جانب سے خوشنما منصوبے ہمیں بتائے جاتے ہیں، آپ سے میرا سوال ہے کہ آیا جو پرانے منصوبے ہیں اور نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے متعلق جو میری اطلاعات ہیں، ان کا 1600 ارب روپے کا through-forward ہے۔ ان کو ہر سال 100 سے 150 ارب روپے کی allocation ہوتی ہے۔ اگر ہم پرانے منصوبوں کو ہی مکمل کرنا چاہیں تو انہیں دس سال لگیں گے۔ اس صورت میں نئے منصوبے کیسے آسکتے ہیں؟ پلیز، آپ اس کی وضاحت فرمادیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: دیکھیے وفاقی حکومت کو اور صوبائی حکومتوں کو بھی financial restraints کا سامنا ہے۔ Of course جو ہماری economy کی صورتحال ہے، وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں لیکن infrastructure development کے بغیر بھی معیشت کی گاڑی آگے نہیں جائے گی۔ اب future course کے لیے نہ صرف financial space کو بہتر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے بلکہ جو joint ventures ہیں یا جو آپ کے funded projects ہیں یا جو public private partnership میں جارہے ہیں، وہ بھی ان نئے آنے والے projects میں شامل ہورہے ہیں۔ ان کی چند مثالیں یہ ہیں کہ جیسے ہم خیبر پختونخوا کی بات کر رہے تھے تو اس میں جو Khyber Pass Economic Corridor جسے KPEC کا نام دیا گیا ہے، اس کی تقریباً 460 ملین ڈالرز لاگت ہے۔ یہ چونکہ آپ کے international trade میں بھی corridor کے طور پر شامل ہے، اس کا ورلڈ بینک کے ساتھ agreement ہوا ہے جس کی بنیاد پر ان شاء اللہ العزیز، اس منصوبے کی bidding ہوگی۔

پھر اسی طرح چکدرہ چترال (N-45) کے تین packages ہیں۔ اس حوالے سے Korean Exim Bank سے ہماری collaboration ہے۔ اس کی بھی فنڈنگ ہورہی ہے۔ یہ 130 کلومیٹر کا منصوبہ ہے لیکن اس کے تین phases ہوں گے۔ پہلے phase کی financial management ہوچکی ہے۔ مالاکنڈ ٹنل کا منصوبہ ہے تاکہ موسم سرما میں لوگوں کو آسانی ہو۔ یہ 23 ارب روپے کا ایک منصوبہ ہے۔ اس میں بھی Korean Exim Bank, partner ہے۔ مظفر آباد سے مانسہرہ موٹروے ایک بڑا long awaited project ہے جو کہ 26 کلومیٹر کا ہے۔ اس پر 44 ارب روپے کی لاگت ہے اور یہ سعودی فنڈ سے بنایا جارہا ہے۔ للہذا، حکومت کی کوشش ہے کہ اپنے وسائل جہاں تھوڑے سے shrink ہوتے نظر آتے ہیں، ہم کوئی international funding کا بندوبست کریں یا جہاں پر کوئی loan management یا soft loan مل سکتا ہے، وہ کرتے ہیں۔ جہاں پر public private ہے، وہ ہوتا ہے۔ اسی طرح پھر تھوڑا تھوڑا کرکے آگے بڑھتے ہیں۔ یقیناً financial restraints ہیں۔ ہماری خواہش یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری معیشت کی گاڑی کو سیدھے رستے پر لائے اور جو نقصانات ہمارے ہوئے ہیں، ان کا ازالہ کرے۔

دوسری بات، آپ سب کو معلوم ہے کہ 2022 کے devastating floods کی وجہ سے ہمیں infrastructure میں کتنے زیادہ losses ہوئے تو یہ ساری چیزیں اور اس کے ساتھ نیشنل ہائی وے اتھارٹی اپنے وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے، جس قدر حصہ ڈال سکتا ہے، ہم وہ کررہے ہیں۔ باقی اللہ مالک ہے۔

سردار اویس احمد خان لغاری (وفاقی وزیر برائے بجلی): جناب! میں نے اور فنانس منسٹر صاحب نے 11 بجے Chinese کے ساتھ CPEC کی JCC کی میٹنگ میں شرکت کرنی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو وہ رپورٹس lay کر دیں اور جو میرے متعلق calling attention ہے، میں اس کا جواب دینے کے لیے حاضر ہوں۔ Then I can proceed onwards. میں یہ نہیں کہہ رہا کہ questions ختم کر دیں، میں کہہ رہا ہوں اس کے بعد کر لیں۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: خانزادہ صاحب کا ہم نے لے لیا ہے، بیچ میں ایک سوال رہتا ہے۔ (جاری۔۔۔T03)

T03-24May2024 Abdul Razique/Ed: Waqas Khan 10:50 a.m

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب کے دوسرے سوالات ہو گئے ہیں۔ بس ان کا ایک سوال رہتا ہے۔ سینیٹر دوست محمد خان صاحب کے ضمنی سوال کے بعد ان کا سوال پوچھ لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب! میں نے مائیک اس وجہ سے on کی تھی کہ جب ایجنڈا ختم ہو جائے گا تو میں نے ایک issue پر بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی سینیٹر دوست محمد خان۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر دوست محمد خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے لیکن میری یہ suggestion ہے کہ ڈی آئی خان سے ڈی جی خان تک جو روڈ جاتی ہے، اس پر تھوڑا بہت کام شروع ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اسے war footing بنیادوں پر مکمل کیا جائے۔ اس روڈ پر بہت رش ہوتی ہے۔ کراچی سے پشاور تک ٹریفک کے لئے یہ روڈ استعمال ہوتی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے جتنی جلدی ہو سکے funds release کئے جائیں اور جلدی سے کام مکمل کیا جائے کیونکہ لوگ بہت تکلیف میں ہیں، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! ہماری طرف سے sensitivity ہے۔ ابھی ایوان میں بیٹھے منسٹری کے لوگ بھی بتا رہے ہیں کہ اسے traffic pressure کی وجہ سے war footing پر لیا جا رہا ہے اور ان شاء اللہ اس پر جلد کام مکمل ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب۔

(Q. No. 15)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب! میرا سوال یہ تھا کہ وزارت صحت نے پچھلے تین سالوں میں ڈاکٹروں کی کتنی بھرتیاں کی ہیں۔ اس حوالے سے انہوں نے details تو دی ہیں لیکن یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ کس، کس سال میں یہ بھرتیاں کی گئی ہیں۔ وزارت نے جو province wise بھرتیاں کی ہیں تو یہ کس ratio سے کی ہیں۔ ان بھرتیوں میں دوسرے صوبوں اور خیبر پختونخوا کو بھی اپنا حق ملا ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ بلوچستان کو کم سیٹیں دی گئی ہیں۔ اس کی بھی وجہ بتائی جائے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! آبادی کے تناسب سے کوٹہ طے کیا جاتا ہے۔ وزارت نے جواب میں تفصیلی چارٹ دیا ہوا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ کئی مرتبہ صوبوں سے candidates appear ہی نہیں ہوتے۔ اگر candidates appear ہوتے ہیں اور ٹیسٹ پاس کر لیتے ہیں تو یہ ممکن ہی نہیں کہ پھر سیٹیں خالی چھوڑی جائیں۔ دوسری بات یہ کہ gazetted appointments from Grade 17 and above, these have to be filled through a competitive process جو Federal Public Service Commission کا domain ہے۔ چونکہ Federal Public Service Commission پر رش زیادہ ہوتا ہے، اس وجہ سے بھی کچھ چیزیں incomplete رہ جاتی ہیں۔ پورے پاکستان میں at the Provincial and Federal level, contract appointment کی exemption ہے جسے seek کرکے بھی بھرتیاں کی جاتی ہیں which is subject to fulfilling the requirements پھر یہی ملازمین open competitive process میں جاتے ہیں اور پھر merit پر selection ہوتی ہے۔ اگر وہ select ہو جاتے ہیں تو پھر continue کرتے ہیں ورنہ on appointment of new incumbents, ان کا contract terminate ہو جاتا ہے۔ سینیٹر صاحب نے جو year wise details مانگی ہیں، ان

کی تفصیلات ابھی میرے پاس نہیں ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو متعلقہ وزارت سے افسران آئے ہوئے ہیں، وہ آپ کو تفصیلات پہنچا دیں گے۔ اگر آپ اس کے لئے الگ سوال پوچھیں تو بھی صحیح ہے، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر ضمیر حسین گھومرو۔

سینیٹر ضمیر حسین گھومرو: جناب! سکھر سے کراچی تک جو موٹروے ہے۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر صاحب! کیا یہ Point of Public Importance ہے؟

سینیٹر ضمیر حسین گھومرو: جی جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر صاحب! یہ ایجنڈا ختم ہونے کے بعد لیے جاتے ہیں۔ آپ بعد میں بات کر لیں۔ Rana Tanvir Hussain, Federal Minister for National Food Security and Research نے یہ درخواست کی ہے کہ ان سے متعلقہ سوالات نمبر 17 ,13 ,12 ,11 اگلی sitting تک مؤخر کیے جائیں لہٰذا یہ سوالات مؤخر کیے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔ ابھی چھٹیوں کی درخواستیں پیش کی جاتی ہیں۔

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر محمد اسحاق ڈار بیرون ملک سرکاری مصروفیات کی بنا پر مورخہ 21 اور 22 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر سردار الحاج محمد عمر گورگیج بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 21 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر دوست علی نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 22 تا 24 مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر سید شبلی فراز ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ 22 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر احمد خان بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 21اور22 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر محسن عزیز نے ناسازی طبیعت کی بنا پر آج مورخہ 24 مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: Order. No. 3. سینیٹر محمد اورنگزیب، وفاقی وزیر برائے خزانہ۔

Laying of the Reports of Appropriation Accounts of the Government of Pakistan for the Financial Year, 2020-2021 and the Auditor-General of Pakistan for the Audit Year 2021-2022

Senator Muhammad Aurangzeb (Federal Minister for Finance and Revenue): I wish to lay before the Senate the appropriation accounts of the Government of Pakistan for the Financial Year, 2020-2021 and audit reports of the Auditor-General of Pakistan relating to the Accounts of the Federation for the audit year 2021-2022 (Phase-II), as required by Article 171 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

جناب قائم مقام چیئرمین: رپورٹ پیش کی گئی۔ Order. No. 4. سینیٹر محمد اورنگزیب، وفاقی وزیر برائے خزانہ۔

Laying of the Reports of Leftover/Remaining Appropriation Accounts of the Government of Pakistan for the Financial Year, 2021-2022 and the Auditor-General of Pakistan for the Audit Year 2022-2023

Senator Muhammad Aurangzeb: I wish to lay before the Senate the leftover/remaining appropriation accounts of the Government of Pakistan for the Financial Year, 2021-2022 and audit reports of the Auditor-General of Pakistan relating to the Accounts of the Federation for the audit year 2022-2023, as required by Article 171 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

جناب قائم مقام چیئرمین: رپورٹ پیش کی گئی۔ Order. No. 5. سینیٹر محمد اورنگزیب، وفاقی وزیر برائے خزانہ۔

Laying of the Half Yearly Report of the Board of Directors of State Bank of Pakistan on the state of Pakistan’s Economy for the Year 2023-2024

Senator Muhammad Aurangzeb: I wish to lay before the Senate the Half Yearly Report of the Board of Directors of State Bank of Pakistan on the state of Pakistan’s Economy for the Year 2023-2024, under sub-section (2) of section 39 of the State Bank of Pakistan Act, 1956.

جناب قائم مقام چیئرمین: رپورٹ پیش کی گئی۔ سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب! ایجنڈا ختم ہونے کے بعد میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ Order. No. 6. سینیٹر دنیش کمار۔

جاری T04

T04-24May2024 Taj/Ed. Khalid 11:00 a.m.

Mr. Acting Chairman: Order No. 6, Danesh Kumar Sahib.

Calling Attention Notice by Senator Danesh Kumar regarding the limited supply of electricity only for three hours per day by QESCO to the agricultural tube-wells in Balochistan

سینیٹر دنیش کمار: بہت بہت شکریہ، جناب چیئرمین ! آج وزیر برائے بجلی آئے ہیں، ان کی مہربانی کہ انہوں نے ایوان کو عزت بخشی۔ جناب ! چونکہ آپ بھی son of soil, بلوچستان کے بیٹے ہیں، اس لیے آپ بخوبی واقف ہیں۔ تارڑ صاحب ! آپ بھی بیٹھیے گا کیونکہ وزرا صاحبان تو کبھی کبھار آتے ہیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین ! دنیش صاحب ! تقریر جاری رکھیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب عالیٰ ! آپ کے علم میں بھی ہے، پورے پاکستان کے علم میں ہے کہ بلوچستان صوبے میں کسی قسم کا روزگار نہیں ہے۔ میں شکر گزار ہوں کہ وفاق اور صوبے نے بلوچستان کے زمینداروں کے لیے یعنی زراعت کے لیے جو ٹیوب ویل لگوائے ہیں، انہوں نے ایک flat rate مقرر کیا، حکومت بلوچستان اور وفاق نے کہا کہ چالیس فیصد اور ساٹھ فیصد کے حساب سے واجبات وفاق اور حکومت بلوچستان ادا کریں گے۔ جناب ! اب ہوتا کیا ہے کہ گزشتہ کافی دنوں سے وہاں زمیندار اور کسان سراپا احتجاج ہیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین ! بالکل، بالکل۔

سینیٹر دنیش کمار: آپ کے علم میں بھی ہے اور پورے پاکستان کے میڈیا میں بھی آ رہا ہے۔ وہاں ٹیوب ویلوں کو ٹوٹل تین گھنٹے بجلی دی جاتی تھی۔ اس کا نوٹس لیتے ہوئے وزیر اعلیٰ بلوچستان، پوری کابینہ اور اسلام آباد کے ایوانوں میں آئے، میٹر لے کر آئے اور وزیر اعظم اور وزیر بجلی سے بجلی کی بھیک مانگی کہ بلوچستان کے کسانوں کا معاشی قتل عام ہو رہا ہے اور یہ قتل عام صرف اور صرف کیسکو کی وجہ سے ہو رہا ہے، power sector کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ بلوچستان میں جو دہشت گردی ہے، جس طرح وہاں قتل عام ہو رہا ہے، اسی طرح وہاں واپڈا بھی کسانوں پر [1][***] کر رہی ہے۔ بلوچستان کے لیے واپڈا ایک [***] بن چکا ہے۔ اویس لغاری صاحب بیٹھے ہیں، یہ بھی بلوچ سردار زادہ ہیں۔ ان سے زیادہ کس کو بلوچستان کے دکھ کا پتا ہو گا۔ جناب ! جب وزیر اعلیٰ صاحب اپنی کابینہ کے ساتھ آتے ہیں اور بلوچستان کے زمینداروں کے لیے بجلی کی بھیک مانگتے ہیں تو یہاں سے شہنشاہی order جاری ہوتا ہے کہ اب انہیں تین گھنٹے کی بجائے چھ گھنٹے بجلی مہیا کی جائے یعنی اٹھارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ کی

[1] "Words expunged as ordered by the Acting Chairman.".

جائے۔ انہوں نے تو حاتم طائی کی قبر کو لات ماری۔ اس order پر بھی عمل درآمد نہیں ہوتا۔ وزیر صاحب کو تو بڑی briefings دی ہوں گی کہ صوبہ پیسے نہیں دیتا، وہاں کسان پیسے نہیں دیتے۔ وزیر صاحب! میں یہ بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ آپ بلوچستان جائیں، میں آپ کو اپنے خرچے پر لے جاتا ہوں کیونکہ اسلام آباد کے وزرا بلوچستان جانا گوارا نہیں کرتے، اگر وہ جاتے بھی ہیں تو صرف کوئٹہ کی سیر کرکے briefings لے کر واپس آتے ہیں۔ لغاری صاحب! آپ وہاں چلیں اور دیکھیں کہ زمینی حقائق کیا ہیں۔ آپ کو جو رپورٹ پیش کی گئی ہوگی کہ وہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ کہتے ہوں گے کہ اب چھ گھنٹے کی بڑی relief دے رہے ہیں اور ان زمینداروں پر اربوں روپے کے واجبات ہیں۔ جناب! میں آپ کے علم میں لاتا ہوں کہ total 40,000 MW بجلی کی capacity ہے اور بلوچستان کو کتنی بجلی ملتی ہے، تارڑ صاحب! آپ سب حیران ہوں گے، بلوچستان کو 700 MW بجلی ملتی ہے جو ٹوٹل پیداوار کا ڈیڑھ فیصد ہے۔ جناب! یہ ہمارے لیے شرم کا مقام ہے، ڈوب مرنے کا مقام ہے۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین! تقریر نہ کریں۔

سینیٹر دنیش کمار: نہیں، یہ تقریر نہیں ہے، میرا دل جل رہا ہے کہ بلوچستان کے پورے صوبے کو ڈیڑھ فیصد بجلی دی جا رہی ہے جو رقبے کے حساب سے پاکستان کا آدھا ہے، فیصل آباد ایک شہر ہے اور وہاں بھی 700 MW بجلی دی جا رہی ہے۔ صرف 700 MW بجلی سے مبینہ طور پر واپڈا کے اہلکاروں نے آپ کو کہا ہوگا کہ ستر فیصد بجلی ٹیوب ویل والے استعمال کرتے ہیں۔ باقی ضروریات کے لیے صرف تیس فیصد بجلی پورا بلوچستان استعمال کرتا ہے۔ جناب! یہ جھوٹ کا پلندا ہے۔ وہاں آپ نے ایک خودساختہ CEO بٹھایا ہے، اس کے آنے سے وہاں رشوت کے داغ پڑ گئے ہیں۔ وہاں بجلی چوری کی detection کے نام پر غریب کسانوں کو detection charges کے نام پر لاکھوں کے بل دیے جاتے ہیں اور پھر کہا جاتا ہے کہ وفاق اور صوبہ ان کے پیسے نہیں دے رہے ہیں۔ جناب! یہ وہ پیسے ہیں جو آپ کے اہلکار بجلی چوری کرکے اپنی جیبیں بھرتے ہیں۔ وہاں معمولی لائن مین کروڑ پتی ہیں مگر آج تک وہاں کارروائی نہیں ہوتی۔ وزیر صاحب! یہ ہوش ربا انکشاف، میں ایک ذمہ دار platform پر کر رہا ہوں، آپ آئیں وہاں کے زمینداروں سے ملیں تو پھر آپ کی آنکھوں سے آنسو نہ نکلیں تو مجھے لعنت دیجیے گا۔ اگر آپ بلوچستان میں روزگار نہیں دیں گے، یہی ہمارا ذریعہ معاش ہے، اگر یہ بھی نہیں دیں گے تو بلوچستان کے حالات مزید خراب ہوں گے۔ بلوچستان میں جو حالات خراب ہو رہے ہیں، اس میں 90% حصہ اس [***] واپڈا کا ہے۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، میں یہ الفاظ حذف کرتا ہوں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب عالیٰ! بالکل، میں وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ [***] ہے اور اس نے [***] شروع کی ہے۔وزیر صاحب! آپ ہمیں توجہ سے سنیں اور اپنے اہلکاروں کے خلاف کارروائی کریں جو detection کے نام پر کروڑوں، اربوں روپے ان غریب کسانوں پر ڈالتے ہیں۔ اب بقول ان کے کہ ہم نے چھ گھنٹے بجلی دی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، شکریہ۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! دو منٹ مجھے دیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر دنیش کمار: میں آپ کے صوبے کی بات کر رہا ہوں۔آپ نہیں سنیں گے تو اور کون سنے گا۔ جناب! پھر ہمیں lollipop دیا جاتا ہے۔ گزشتہ چار سالوں سے میں سن رہا ہوں کہ ہم وہاں ٹیوب ویلوں کو solar پر منتقل کریں گے۔ جس طرح بچوں کو لولی پاپ دیا جاتا ہے، اسی طرح ہر بجٹ میں اس کے لیے رقم مختص کی جاتی ہے مگر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا۔ میں آپ کو پہلے سے بتا دیتا ہوں کہ ابھی وزیر صاحب کہیں گے کہ ہم ٹیوب ویلوں کو solar پر convert کریں گے۔آپ solar پر convert کریں لیکن زمینداروں کو کم از کم دس گھنٹے بجلی دی جائے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ وہ بجلی چوری کرتے ہیں تو وہاں میٹر لگوائے جائیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کے محکمے میں کالی بھیڑیں ہیں جو ان بلوچ، پشتونوں پر ظلم ڈھا رہے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت شکریہ۔جی وزیر صاحب۔

<u>Sardar Awais Ahmad Khan Leghari, Minister for Power</u>

سردار اویس احمد خان لغاری (وزیر برائے بجلی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ، جناب چیئرمین! آپ کو بہت مبارک بھی ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین: خیر مبارک، شکریہ۔

سردار اویس احمد خان لغاری: Business کے لحاظ سے اس ایوان میں آج میرا دوسرا دن ہے۔ پہلی مرتبہ جب میں آیا تھا تو آپ Chair پر نہیں تھے،اس لیے آپ کو اور گیلانی صاحب کو ابھی تک officially on the record مبارکباد پیش نہیں کر سکا۔۔۔

Mr. Acting Chairman: Thank you so much.

سردار اویس احمد خان لغاری: پہلے آپ کو مبارک ہو۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ان شاء اللہ اس ایوان کو بہت اچھی طریقے سے چلائیں گے۔ معزز رکن کے شروع میں جو remarks تھے، شکر ہے کہ پہلی مرتبہ انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ مجھے جب بھی یہ ایوان بالا official business کے لیے بلائے گا، میرا فرض بنتا ہے۔ میں پہلے بھی آیا تھا۔۔T05 پر جاری ہے۔

T05-24May2024 Ali/ED: Waqas 11:10 am

جناب اویس احمد خان لغاری: ۔۔۔جاری۔۔۔ میرا فرض بنتا ہے، پہلے بھی میں آیا تھا اور آج آپ لوگوں کو on record رکھنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے Agenda کی respect کے لیے میں نے اس وقت as we speak شروع میں mention کیا اور درخواست کی کہ جو CPEC کی JCC کی meeting جو بہت اہمیت رکھتی ہے صرف اس ہاؤس کی responsibility پوری کرنے کے لیے اس کو اس وقت ignore کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت شکریہ۔

جناب اویس احمد خان لغاری: ہم لوگ اس پارلیمان کو اہمیت دیتے ہیں، اس لیے یہ بات کرنا مناسب سمجھی۔ انہوں نے بہت اچھی passionate speech کی میں اس کی respect کرتا ہوں۔ ہم سب کو اپنے issues کے لیے اور ملک کے لیے passionate ہونا چاہیے۔ اس کے جواب میں، میں کچھ حقیقت آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ اس وقت بلوچستان میں تقریباً 27437 ٹیوب ویلز، 404 فیڈرز کے اوپر operate کر رہے ہیں۔ ان ٹیوب ویلز کے علاوہ ان 404 فیڈرز کے اوپر تقریباً 12 thousand illegal transformers, ایک تو کنڈی ہوتی ہے ایک illegal transformer ہوتا ہے۔ آپ HT line پر transformers کو چلاتے ہیں۔ Conservative estimate کے مطابق 10 سے 12 ہزار transformers ان 404 فیڈرز پر operate ہو رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ان 404 فیڈرز کے اوپر، جس کے اندر کچھ فیڈر صرف agricultural ہیں اور کچھ میں agricultural کا ایک بہت بڑا ratio ہے۔ وہ 404 فیڈر اس وقت 96% loss پر چل رہے ہیں۔ میں request کروں گا [***][2] بہت بڑا لفظ ہے، اس کو expunge کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کو expunge کیا جاتا ہے۔

[2] *Words expunged as ordered by the Chair.

جناب اویس احمد خان لغاری: [***] سے کم کوئی لفظ ہے تو میں لغت سے ڈھونڈ کر وہ بھی استعمال کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں اس طرح کے الفاظ نہیں۔

جناب اویس احمد خان لغاری: محکمے کے ان لوگوں کے لیے جو over billing کرتے ہیں اور consumers کے ساتھ مل کے ان کو چوری کے طور طریقے بھی سکھاتے ہیں اور بد قسمتی سے ہمارے Boards جو ان کمپنیوں کو چلانے کی ذمہ داری رکھتے ہیں، وہ Boards بھی اور ان کے CFO, CIO, CTO, Chief Commercial Officer اس قسم کا تو concept ہی نہیں ہے ہماری companies کے اندر۔ جو companies میں نے inherit کی ہیں اس وزارت میں آ کے اس کے اندر companies کو companies کے طور پر چلایا ہی نہیں جاتا۔ اس میں, میں یا کوئی اور ایک دوسرے کی سفارشات کر کے اپنےعلاقے کی سروس کو صرف ensure کرنے کے لیے کہ میرے علاقے میں صحیح ہو، میرے جاننے والا کوئی آ جائے تو اس کی تگ و دو میں ہم سب لگے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم جانتے ہیں کہ ہمارے آفیسرز ان چیزوں میں ملوث ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ 96% loss کے ساتھ 80 ارب روپے اور یہ 80 ارب روپے جناب چیئرمین! صرف چھ گھنٹے چلانے کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے۔ آپ جس طرح کہہ رہے ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ 24 گھنٹے چلنے چاہیے۔ ہمارے پاس ملک میں unutilized بجلی پڑی ہوئی ہے، capacity ہے لیکن اس کو استعمال نہیں کیا جارہا ہے۔ بلوچستان اور ہم لوگ اکٹھے ہیں، میرا کچھ قبیلہ بلوچستان میں بھی رہتا ہے۔ یہ کوئٹہ کے سفر کی بات کرتے ہیں، میں موسیٰ خیل، قلعہ سیف اللہ، بارکھان، رکھنی اور ڈیرہ بگٹی بھی جاتا ہوں، پچھلے تین سال کی itinerary کا honourable member record کے سامنے پیش کر دوں گا۔ میرے as a Minister دو مہینے ہوئے ہیں، اگر آپ پانچ سال رہنے دیں گے تو آپ کے ساتھ ساتھ چلیں گے۔ انشاءاللہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ لوگ بات کرتے ہیں کہ منسٹر نہیں آتے، جب منسٹر آتے ہیں تو آپ لوگ مناسب رویہ رکھیں۔ ایسے الفاظ نہیں استعمال کریں۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب اویس احمد خان لغاری: شکریہ جناب چیئرمین! آج چھ گھنٹے بجلی چلائی جائے تو اس نااہل محکمے اور لوگوں کے بل نہ دینے کی وجہ سے 80 ارب روپے کا نقصان ہے۔ جناب چیئرمین! اس وقت تک ہمارے واجبات، جس میں ہمارے agricultural consumer کا share اور Government of Pakistan and Government of Balochistan کا share 641 ارب روپے میں translate کر رہا ہے۔ ہمارے وزیراعلیٰ بلوچستان صاحب کے ساتھ بہت اچھے مذاکرات ہوئے۔ انہوں نے assure کیا ہے کہ

وہ اپنی Law Enforcement Agencies کے ساتھ ہمارے نہتے SDO's and Linemen کو بلوچستان کے طول و عرض میں لے کر جائیں گے اور وہاں جہاں illegal transformer پڑے ہیں اسے ہٹوائیں گے۔ میرے اور میرے محکمے کے پاس Law Enforcement Agencies اور حکومت کی writ قائم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ وہ اختیار Law Enforcement Agencies کے پاس ہوتا ہے۔ جب مردان شہر میں یہ اختیار استعمال کیا گیا تو مردان کے فیڈر کو تین چار گھنٹے کے بجائے 24 گھنٹے بجلی فراہم کی گئی۔ یہ آج سے چند مہینے پہلے ہوا ہے۔ آپ یہ بات کر رہے ہیں، میرے اپنے قبائلی علاقے میں lack of writ اور بجلی چوری کی وجہ سے دو گھنٹے بجلی دی جارہی ہے۔ میں بطور وزیر اس کا فائدہ اٹھا کر زبردستی 24 گھنٹے نہیں دے رہا کیونکہ ہم اس کو afford نہیں کر سکتے۔

ہمارے سینیٹرز صاحبان ہمارے ساتھ چلیں اور ان لوگوں کے ساتھ جرگہ کریں، ان کو 24 گھنٹے بجلی دینے کا وعدہ کریں۔ ہم آپ کو ایک ہفتہ 24 گھنٹے بجلی دیتے ہیں، اس کا بل براہ مہربانی provide کروا لیں تو پورے 365 دن 24 گھنٹے بجلی آئے گی۔ یہ گردشی قرضے اور capacity payments کی بات ہوتی ہے یہ کون حل کرے گا؟ اس کے لیے political will across the board چاہیے۔ ہمیں آج Opposition MNA's and Senators کی، اپنے treasury MNA's and Senators سے زیادہ ضرورت ہے۔ اس معاملے میں ہمیں اپنے allies کی ضرورت ہے۔ حقیقت میں جو numbers ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ پنجاب میں سو، سوا سو ارب روپے کا نقصان ہے۔ ادھر تین ہزار ارب روپے کی بجلی دی جاتی ہے اور 100 ارب کا نقصان ہوتا ہے۔ وہاں ساڑھے سات سو ارب روپے وصول ہوتے ہیں اور سوا چار سو ارب روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ تو ان چیزوں کے لیے ہمیں writ کو دیکھنا پڑے گا۔

ہم نے بلوچستان کے وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ اگلے ایک مہینے کا جو gap آنا تھا اور پورے چھ گھنٹے بجلی چلانے کا، وفاق نے وہ دو ارب روپے contribution کر لی ہے۔ چھ گھنٹے بجلی چالو ہو چکی ہوئی ہے۔ اگر کوئی ایسے فیڈرز ہیں جہاں کوئی کوتاہی ہو رہی ہے تو محترم سینیٹر صاحب! اس کا ضرور ذکر کریں، میں آج ابھی اس پر steps اٹھاؤں گا۔ ہم لوگ 24 گھنٹے بجلی دینے کے لیے committed ہیں۔ بلوچستان کا نہ صرف حق ہے، وہاں کے نوجوانوں کو زمین آباد کرکے اپنا روزگار کمانے کا بھی حق ہے۔ میں خود ایک بلوچ قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں، میرے علاقے میں بھی نوجوان ہیں جو زمینداری کر رہے ہیں، کوئی سٹمشی پر کر رہا ہے اور سٹمشی کی بات کی، سٹمشی کا پیسہ آج دینے کو ہم تیار ہیں۔ وفاق اس میں invest کرنے کو تیار ہے، وزیر اعظم اس کو as a top priority کہہ چکے ہیں۔ ہماری بات ہو چکی ہوئی ہے، بلوچستان حکومت نے حکم دینا ہے کہ اس کا mechanism کیا ہوگا۔ جس جس کا بجلی کا connection ہے اس کو ہم 20 لاکھ روپے دینے

کو تیار ہیں۔ بغیر کسی حکومت کے ٹھیکے کے، اپنی مرضی سے اس پر شمسی توانائی کا system لگادیں۔ تو 20 لاکھ کس کو دیں؟ یہ بلوچستان حکومت نے فیصلہ کرنا ہے۔ باپ یا دادا کے نام کا connection تھا، آج اس کے چار ورثاء ہیں، ان چار ورثاء میں سے آپ کس کو دیں گے؟ اس کا mechanism طے کریں۔ ہم وزیر اعلیٰ بلوچستان صاحب کو کہہ چکے ہوئے ہیں کہ open offer ہے آج ہم اس پر committed کھڑے ہیں۔ جتنا کہیں گے وفاق کا share ڈالیں گے اور انہوں نے commit کر دیا کہ اس کا mechanism بناکے لائیں گے اور اسی سال handover کریں گے، لیکن جب وہ شمسی توانائی پر shift ہو جائیں گے تو پھر بجلی کو اس connection کے لیے کاٹنا پڑے گا تاکہ وہ شمسی توانائی کے اوپر چلے اور چار گھنٹے کیا آٹھ گھنٹے system چلے گا۔ پانی کی جب بھی ضرورت ہوگی تو وہ اسے available رہے گا۔ جناب چیئرمین! ہم اس بات کے اوپر committed ہیں۔ بلوچستان کو نہ صرف اہم سمجھتے ہیں بلکہ بلوچستان پاکستان کا اہم ترین حصہ ہے۔

---جاری ہے---

T06-24MAY -2024 Tofique Ahmed [Ahsan] 11:20AM.

جناب اویس احمد خان لغاری: (جاری---) جناب چیئرمین! ہم بالکل اس بات پر committed ہیں، ہم بلوچستان کو نہ صرف اہم سمجھتے ہیں بلکہ بلوچستان پاکستان کا اہم ترین حصہ ہے۔ اس میں agriculture value added, پنجاب کو ساری سبزیاں initial season میں بلوچستان supply کرتا ہے۔ ہمارے علاقے فورٹ منرو سے یہ ساری سبزیاں آتی ہیں اور پورے پنجاب کی منڈیوں کو supply ہوتی ہیں۔ جب over supply ہوتی ہے تو بلوچستان کا زمیندار بیچارہ ٹماٹروں پر زمین کے اندر ہل چلا رہا ہوتا ہے۔ ہمارے پاس on ground reality, جناب سینیٹر صاحب سے دس گنا زیادہ موجود ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ہم grass root سے اٹھ کر آئے ہیں، ہم لوگوں کے بیچ میں رہنے والے لوگ ہیں اور ہمیں اس کی مکمل realization ہے۔ میں ان کی بات کو appreciate کرتا ہوں۔ اس مسئلے کو دوبارہ on the floor of the House Federal Government کی طرف سے مکمل commitment کا اظہار بھی کر رہا ہوں اور assurance دے رہا ہوں کہ جو ہماری چیف منسٹر صاحب کے ساتھ بات ہوئی ہے۔ اب ball ان کی کورٹ میں ہے اور اب distribution کا جو بھی mechanism ہے اس کو شمسی بنانے کا proposal دیں، ہم کل اس کو fund دے کر ان شاء اللہ revolutionary steps اٹھائیں گے اور war footing پر پورا کرنے کو تیار ہیں، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: شکر الحمد للہ، وزیر صاحب نے ہمیں چور بھی بنا دیا ہے کہ ہم نے 600ارب روپے چوری کیے ہیں۔ ہم نے یہ transformer لگائے ہوئے ہیں، زمیندار transformer اپنے گھر میں بناتا ہے اور گھر میں بنا کر اسے install کر لیتا ہے، اس کے بعد چوری شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو دادا کے نام پر connection تھا، اس connection کو پوتے کے نام پر منتقل کرنا بھی زمیندار کا کام تھا، وہ QESCO کا نہیں تھا، جس کے Board of Director میں ان کی مرضی کے مطابق یا ان کی مرضی کے مطابق Directors بنتے ہیں۔ Directors کے نام کسی اور جگہ سے آتے ہیں پھر وہ Directors بن جاتے ہیں اور پھر وہ company کو چلاتے ہیں، QESCO کو چلانا یا باقی اسی طرح کی جو companies ہیں ان کو چلانا بھی شاید زمینداروں کا کام ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے on floor of the House ہمیں چور اور ڈاکو بنایا، پہلے ہم صرف دہشتگرد تھے، ان کی بہت بڑی مہربانی۔

جناب اویس احمد خان لغاری: سینیٹر صاحب کی educated گفتگو سے ہم تو electronic media پر ہر وقت مستفید ہوتے رہتے ہیں، میں personally ان کی respect بھی کرتا ہوں۔ ابھی میرا floor of the House پر جو بیان تھا، اس کو آپ دوبارہ replay کریں اور اس میں سینیٹر صاحب کو کہیں کہ اس point کو نکالیں جہاں پر میں نے کسی کو چور کہا ہے۔ میں نے 641ارب روپے کے arrears, واجبات کی بات کی ہے اور نقصانات کی بات کی ہے، میں نقصان کو نقصان نہ کہوں تو کیا کہوں؟ دوسرا اس وقت Board میں ان کی جماعت کے nominees بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ Boards ماضی میں صحیح کارکردگی نہیں کرتے رہے ہیں، یہ Boards کی responsibility ہوتی ہے کہ companies کو چلائیں۔ Leader of the Opposition صاحب ایک professional background رکھتے ہیں وہ بتائیں کیا companies کو چلانا Boards کا کام ہے یا نہیں ہے؟ کیا Boards کی final responsibility بنتی ہے یا نہیں بنتی؟ As government as shareholders of the government ہماری responsibility بنتی ہے کہ ان boards کی performance کو evaluate کریں۔ آج اگر ہم ان حقیقتوں کو نہیں پہچانیں گے اور ایک سیاسی رنگ دیں گے کہ انہوں نے ہمیں چور بنا دیا، ہم کون ہوتے ہیں کسی کو چور بنانے والے؟ حقیقت جو papers پر نقصانات ہیں، اس کو آج کون ignore کر سکتا ہے اور وہ چاروں صوبوں میں ہیں۔ ہمیں بنا دیا تمہیں بنا دیا، اس سے ملک کو کیا فائدہ ہوگا؟ یہ تمام چیزیں سنجیدگی سے کرکے آج میں آپ کو solarisation پر commit کرکے جا رہا ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جیسے ہی بلوچستان حکومت کا موقف آئے گا، ہم اس پر فوراً طور پر عمل درآمد شروع کریں گے۔ جناب والا! اگر مجھے اجازت دیں تو میں CPEC کی meeting میں جا سکتا ہوں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل جائیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ جو House Committee ہے اس کے حوالے میں خود۔۔۔

Point of Order raised by Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition regarding formation/composition of Senate House and Finance Committees and the incident of demolition of Part of PTI Central Secretariat by CDA

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب والا! اگر Leader of the Opposition or Leader of the House کھڑے ہوں تو پھر آپ کو floor دینا پڑتا ہے۔ میرا پہلا point یہ ہے پرسوں 22 تاریخ کو جو اجلاس ہوا، مجھے جو اطلاع ملی ہے، میں اپنی angiography کے لیے گیا ہوا تھا، اس وجہ سے میں ایوان میں نہیں آسکا، آج بھی مجھے جانا ہے میں نے وہ وقت آگے کرالیا ہے۔ جن چیزوں سے گزر رہے ہیں یہ اہم ہے۔ اس دن کہا گیا جو ایوان کی Finance Committee ہے، اس کی جو composition ہے، اس کی جو constitution ہے وہ Leader of the Opposition کے مشورے اور ان کے ساتھ بات چیت کے بعد کی گئی ہے یہ سراسر جھوٹ ہے اور غلط ہے اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ آپ نے میرا نام لیا۔ سینیٹر شیری رحمان صاحبہ اور ہمارے وزیر قانون اور کوئی نہیں ہمارے وزیر قانون جو آج کل عدلیہ پر attack کی سربراہی کر رہے، آپ اس کا جواب دے دیجئے گا۔

(مداخلت)

سینیٹر سید شبلی فراز: آپ اس کا جواب دے دیجئے گا، آپ کا بالکل حق بنتا ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ floor of the House پر اگر اس طرح کی غلط بیانی کی جائے گی اور ان لوگوں کو رکھا گیا ہے جس کا ہماری پوری پارٹی کو پتا نہیں کہ اس کو کس نے nominate کیا ہے اور پھر غیر موجودگی میں اگر یہ کہا جائے گا تو یہ سراسر غلط ہے، اس طرح کی بات floor of the House پر نہیں کرنی چاہیے۔ میں امید کرتا ہوں اس کی clarification سینیٹر شیری رحمان صاحبہ اور ہمارے وزیر قانون دیں گے۔

دوسری بات، جناب ڈپٹی چیئرمین! جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ اس ملک میں فسطائیت کی ایک لہر آئی ہوئی ہے جو کبھی اوپر ہوتی ہے تو کبھی نیچے ہوتی ہے لیکن مستقل ایک دو سالوں سے یہ فضاء چل رہی ہے۔ اس میں سب سے پہلے اس ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کا انتخابی

نشان لیا گیا، اس کے بعد ہمارے چیئرمین عمران خان صاحب اور ان کی فیملی کو، بشرہ بی بی کو سیاسی cases کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا، purely سیاسی cases کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا اور وہ cases جس طرح سے چل رہے ہیں، ساری قوم اس سے آگاہ ہے۔ کل جو سب سے شرم ناک واقعہ ہوا، یہ صرف اتفاق اس پر نہیں ہوا کہ اس پارٹی کا نشان لے لیا جائے، اس پارتی کو ban نہیں کیا، باقی اس پارٹی کو ہر طریقے سے، اس میں جو بھی، اس پارٹی کے لیڈر شپ کو، اس کی ساری activities کو ban کیا جائے۔ کل رات کو، رات کے اندھیرے میں، دیکھیں جب آپ کوئی غلط کام کرتے ہیں تو آپ رات کے اندھیرے میں کرتے ہیں۔ پاکستان تحریک انصاف کی central office کو جس طریقے سے اس کو گرایا گیا، جس طریقے سے وہاں لوگوں پر لاٹھی چارج کی گئی، اسلام آباد کے جو President ہیں، عامر مغل کو again on political cases پر گرفتار کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں جو میرے بائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں آپ لوگ سیاسی لوگ ہیں، آپ کا کام سیاست کرنا ہے۔۔۔جاری۔۔۔T-07۔۔۔

T07 – 23May2024 IMRAN/ED: WAQAS 11:30 am

سینیٹر سید شبلی فراز: (جاری۔۔۔) آپ کا کام ہے سیاست کرنا۔ آپ طاقت سے سیاست نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ ہماری پارٹی کا symbol لے سکتے ہیں، آپ ہمارے چیئرمین کو اندر کر سکتے ہیں، آپ ہمارے دفتروں کو گرا سکتے ہیں، آپ ہمارے گھروں پر دھاوا بول سکتے ہیں لیکن اس ملک کے پچیس کروڑ عوام کے دلوں سے عمران خان کے نام کی محبت کو آپ صاف نہیں کر سکتے۔ آپ جو بھی ظلم و ستم کر لو، یہ لکھا جائے گا۔ جو یہاں آج اطمینان سے بیٹھے ہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ دیکھیں یہ صرف ہمارے ساتھ ہی نہیں ہو رہا۔ فراز صاحب نے کہا تھا

میں آج زد پہ اگر ہوں تو خوش گمان نہ ہو

چراغ سب کے بجھیں گے ہوا کسی کی نہیں

یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے یہ ان کے ساتھ ہو رہا ہے، لیکن یہ بھی اس میں شریک ہیں۔ یہ ان کی ایماپر ہو رہا ہے۔ یہ سیاسی طور پر پاکستان تحریک انصاف کا مقابلہ نہیں کر سکتے، پاکستان تحریک انصاف کے نظریہ کا، پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان کا، تو یہ ان اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔ بڑا افسوس ہوگا کہ جب کل تاریخ لکھی جائے گی۔ جب تارڑ صاحب اور باقی جتنے بھی ہمارے colleagues ہیں، ان کے پوتے اور اگلی generations جب یہ پڑھیں گی تو وہ یہ دیکھیں گی کہ کس کا کیا کردار تھا۔

کون طاقوں پہ رہا کون سر راہ گزر

شہر کے سارے چراغوں کو ہوا جانتی ہے

کوئی بھی چھپتا نہیں ہے۔ تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی۔ جو فسطائیت، ظلم، جبر آپ نے شروع کیا ہوا ہے

and all this is happening under your watch.

اگر فارم 47 کا سلسلہ نہ ہوتا تو آپ کو اپنی اصلیت پتہ چل جاتی۔ آپ کے پاس ستائیس سے زیادہ seats نہیں تھیں۔ آپ ایک stolen mandate کے تحت آئے ہیں تو کم از کم یہ تاثر تو دیں کہ آپ اچھے لوگ ہیں۔ اس قسم کی حرکتوں اور ہتھکنڈوں سے آپ پاکستان کے عوام اور اپنے ووٹروں کے دلوں میں جگہ نہیں بنا رہے بلکہ آپ نفرتیں پیدا کر رہے ہیں۔ آپ ایسی حرکتیں کر رہے ہیں جس سے نہ اس ملک میں جمہوریت، نہ اس ملک میں ووٹ کا تقدس اور نہ ہی اس ملک میں رواداری پنپ رہی ہے۔ یہ جو حالات پیدا کیے گئے ہیں اور جو ابھی Finance Minister صاحب نے ہمیں اقتصادی اعداد و شمار بتائے ہیں، جناب والا! Asian Development Bank کے President نے کہا ہے کہ اس وقت پاکستان کی معیشت ICU میں ہے۔ پاکستان کی foreign direct investment پچاس سالہ تاریخ میں پہلی دفعہ اپنی کم ترین سطح پر ہے۔ یہ ہم نہیں کہہ رہے، یہ آپ کے اعداد و شمار بتا رہے ہیں۔ ایسے حالات جنم لے چکے ہیں جس میں سیاسی عدم استحکام ہے اور وہ آپ کا پیدا کردہ ہے۔ بحیثیت ایک سیاسی جماعت، آپ کا role سیاسی نہیں ہے۔ آپ ظلم اور طاقت کے بل بوتے پر دوسری پارٹی جس کو پوری عوام کی تائید حاصل ہے تب ہی تو یہ پارٹی ماضی کا قصہ پارینہ بن گئی ہے۔

پاکستان پیپلز پارٹی، ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت جو ملک کے سب سے مقبول لیڈر ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی جماعت ہے، وہ آج کہاں پر ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ آج آپ نہ نظریہ پر قائم رہے اور آپ نے اقتدار کے لیے ہر ایک کے ساتھ معاہدہ کیا۔ ابھی بھی آپ نے یہ کیا ہے کہ آپ حکومت میں نہیں بھی ہیں لیکن آپ حکومت میں ہیں۔ آپ ہر چیز میں شامل ہیں۔ آپ اس گمان میں نہ رہیں کہ لوگ یہ سمجھیں گے کہ آپ اس میں شریک نہیں تھے۔ جو کل رات کو ہوا۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب آپ مختصر بات کریں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب! مختصر نہیں بلکہ میں اپنی بات مکمل کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جن پارٹی لیڈران کے cases ابھی عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ان کو ابھی یہاں پر discuss نہیں ہونا چاہیے۔ جس طرح آپ نے اپنے چیئرمین کا یہاں ذکر کیا ہے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: میں یہاں کسی سیاسی جماعت کے کیس کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ان پر جو cases بنائے گئے ہیں وہ سیاسی نوعیت کے مقدمات ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اب میں اپنی بات پر واپس آنا چاہتا ہوں اور بعد میں judges کی بات بھی ہو گی۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کچھ کل رات کو ہوا، ہم اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس protest میں، اس condemnation میں اگر ہمارے ساتھی جو اس وقت treasury میں بیٹھے ہیں، وہ شریک نہیں ہوتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو endorse کرتے ہیں اور یہ انہوں نے اور ان کی حکومت نے کیا ہے۔ ابھی وہ مختلف قسم کی تاویلیں دیں گے کہ کاغذات یوں تھے، کاغذات ووں تھے۔ یہ ایسا تھا، یہ ویسا تھا۔ لیکن پھر یہ سب کچھ آپ کو رات کی تاریکی میں کیوں کرنا پڑا؟ یہ سب آپ نے دو سال یا تین سال پہلے کیوں نہیں کیا؟ آپ نے یہ سب ابھی کرنا تھا۔ آپ ایک بیسا کھیوں پر چلنے والی حکومت ہو، آپ فارم 47 کی حکومت ہو تو آپ سر تھوڑا سا نیچے کرکے چلا کریں۔ اس قسم کی ایک تو نالائق اور دوسرا جیسے کہتے ہیں کہ ایک تو کریلا، اوپر سے نیم چڑھا۔

چیئرمین صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے ماحول میں سیاسی استحکام نہیں آسکتا۔ آپ کو یہ دیکھنا ہوگا کہ اس ملک کے مسائل نہایت گھمبیر ہیں اور اس طرح کی حرکتوں سے کہ جیسے ہمارے information secretary پر ایک قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ لیکن اس کی آج تک ہمیں کوئی خبر ہی نہیں ہے حالانکہ یہ اتنا چھوٹا سا تو شہر ہے جس میں کیمرے ہیں، videos ہیں، سب کچھ ہے لیکن اس کے بارے میں کچھ نہیں ہوا۔ ہم نے کہا بھی تھا کہ اس ایوان کو بتائیں کہ اس پر ابھی تک کیا پیش رفت ہوئی ہے۔

دوسرے نمبر پر یہ کہ ہمارے central office یعنی پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کے دفتر پر کل رات کو حملہ ہوا ہے۔ تو کیا آپ اس کے بعد اپنے آپ کو سیاسی کہنے پر فخر محسوس کریں گے؟ یہ سیاست ہے؟ اگر یہ سیاست ہے تو ہم ایسی سیاست کو چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔ کیونکہ ہمارا کام یہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کیا ہم منسٹر صاحب سے جواب لے لیں؟

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب! جواب تو ہر سوال کا ہوتا ہے، چاہے صحیح ہو یا غلط ہو۔ جواب تو ان کے پاس ہوگا لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا ہم اس پر شدید احتجاج کرتے ہیں اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے جو ساتھی کل رات گرفتار ہوئے ہیں، جن میں عامر مغل اور ان کے باقی ساتھی شامل ہیں، ان کو رہا کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بہت شکریہ جی۔ میں نے ان کے دفتر کے بارے میں حقائق CDA سے لیے ہیں، اگر مناسب سمجھیں تو میں وہ گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ CDA نے شہر کا تمام نظم وضبط کسی قائدہ قانون کے تحت رکھنا ہوتا ہے۔ نہ صرف یہ CDA کا اپنا فیصلہ تھا بلکہ اسی ایوان بالا کی interior کی Standing Committee جس کے چیئرمین میرے بھائی سینیٹر محسن عزیز صاحب تھے اور جس کا میں خود بھی رکن رہا ہوں، انہوں نے اپنی کمیٹی میٹنگ میں CDA کو کہا کہ آپ تجاوزات کے بارے میں اپنا کام تیز کریں کہ شہر میں جگہ جگہ ناجائز تجاوزات ہیں۔ وہ campaign شروع کروائی گئی اور ان کو اس دفتر کی بابت پہلا نوٹس 2020 میں، جب ان کی اپنی حکومت تھی، تب دیا گیا۔ پھر وہ نوٹس repeat ہوتے رہے۔ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کا clout ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ notices شاید کاغذوں میں ہی رہ گئے۔

پچھلے سال دوبارہ ان کو یاد دہانی کروائی گئی کہ آپ نے دو فلور بغیر نقشہ منظور کروائے غیر قانونی طور پر بنائے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے پبلک ایریا میں containers بھی رکھے ہوئے ہیں اور parking shed بھی بنائے ہوئے ہیں، تو آپ انہیں remove کریں۔ بارہا یہ notices تین تین ماہ اور چھ چھ ماہ کے وقفے سے repeat ہوئے۔ ان کو final opportunity کے لئے آخری نوٹس دس مئی کو جاری کیا گیا جس کا پورا ایک پلندا ہے۔ CDA کا عملہ ان کو بارہا دفعہ بتاتا رہا کہ آپ کی اس عمارت میں یہ دو منزلیں ناجائز تجاوزات ہیں جو کہ منظوری کے بغیر بنائی گئی ہیں، اس کو درست کریں اور آپ نے پبلک ایریا پر جو containers and parking shed بنایا ہے اس سے عوام کو دقت کا سامنا ہے، لہٰذا اس کو بھی remove کریں۔

تو دس مئی کے نوٹس کی روشنی میں اور اس نوٹس کی pursuance میں یہ removals کی گئی ہیں۔ یہ قانون کے عین مطابق ہے۔

This is what I have been briefed.

میں نے اس اجلاس میں آنے سے پہلے CDA کے چیئرمین سے خود بات کی ہے اور میں نے ان سے استفسار کیا کہ ایسی نوبت کیوں آئی۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ سلسلہ چار سال سے جاری تھا اور ان کو آخری نوٹس میں جو سات یا چودہ دن کی مہلت دی گئی تھی، وہ بھی پوری ہو چکی تھی اور یہ کارروائی ہم نے اس کے بعد کی ہے۔ So, this is a legal process. ان کے پاس remedy تھی کہ وہ ان notices کو challenge کر لیتے۔۔۔

(T08 پر جاری ہے)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (جاری)۔۔۔: ان کے پاس remedy تھی، یہ ان notices کو challenge کرتے، ان پر کوئی حکم امتناعی آ جاتا لیکن might is right ہے، انہوں نے جو چیز بنالی اور انہوں نے مناسب نہیں سمجھی۔

جناب! فاضل Leader of the Opposition نے کہا ہے کہ وزیر قانون آج کل عدلیہ پر بڑے حملے کرتے ہیں، I take serious exception to this and with all responsibility, I would state on the floor of the House کہ میں نے جو گفتگو کی ہے۔ میں نے اس ایوان کے سامنے پرسوں کے اجلاس میں تقریر کی ہے، میں اس کا ایک، ایک لفظ own کرتا ہوں، اگر اپنے حق کی بات کرنا، اگر قانون کے دائرے میں رہ کر کسی ادارے کی خود مختاری اور independence کی بات کرنا، اگر کسی کو floor of the House پر کھڑے ہو کر یہ بات کہنا کہ آئین میں trichotomy of power کے تین watertight compartments ہیں اور ہمیں encroach upon نہیں کرنا چاہیے۔ جج صاحبان ہمارے لیے انتہائی قابل عزت اور قابل احترام ہیں اور روایت، قانون کی منشا اور خوبصورتی بھی یہ ہے کہ وہ اپنے قلم اور فیصلوں کے ذریعے اپنی رائے دیا کریں اور اپنا فیصلہ سنایا کریں۔ یہ کہنا کہ TV tickers اور غیر ضروری remarks کی وجہ سے لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے، انہوں تکلیف پہنچتی ہے۔ یہ کہنا کہ آئین پاکستان ہر شخص کی dignity, honour and independence کو protect کرتا ہے، یہ fundamental right ہے، اگر یہ کہنا کہ یہ سب حملہ ہے تو مجھے ایسے حملے کرنے میں کوئی شرم اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: آپ بول رہے تھے تو میں نے صرف جواب کا حق مانگا تھا۔ آپ اپنے دامن میں ذرا جھانکیں، تاریخ کے جھروکوں میں جاتے ہیں۔ سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب نے اپنے case کا ذکر کئے بغیر ساری چیزیں آپ کے سامنے رکھیں۔ اسی ایوان میں میرے بھائی سینیٹر سید شبلی فراز صاحب ان جب نشستوں پر بیٹھتے تھے، یہ قائد ایوان بھی تھے اور کابینہ کے وزیر بھی تھے، 2018 سے لے کر 2022 تک جو کہرام برپا ہوتا رہا۔ سابق وزیراعظم کے گھر پر سیڑھی لگا کر commandos کو اندر بھیجا گیا کہ ان کو گرفتار کرکے باہر لانا ہے، اس لیے لانا ہے کہ ان کی دو دن بعد درخواست ضمانت fix ہے اور وہ اس میں پیش نہ ہو سکیں۔ کیا ہماری آنکھوں نے یہ مناظر نہیں دیکھے؟

جناب! میں نے اپنی بات کی تھی کہ 2017 کے end میں یہ کام شروع ہوا لیکن 2018 and 2022 تک چار سال میں کوئی ایسا دن نہیں تھا کہ ہم کسی نہ کسی عدالت میں سیاسی اسیر کی رہائی یا سیاسی اسیروں کی رہائی کے لیے ان کے مقدمات کی پیشی کے سلسلے میں نہ جاتے رہے ہوں۔ کیا ہم نے نہیں دیکھا کہ قومی اسمبلی کے ایک معزز رکن کو 15 kilograms heroin کے case میں گرفتار کیا گیا، اس سے زیادہ بھونڈی حرکت نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے MRI کے لیے آغا خان ہسپتال میں تاریخ لی ہوئی تھی، وہ اپنی آنکھ کے علاج کے لیے آغا خان ہسپتال جانا چاہ رہے تھا۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جی تحقیقات ہوئیں۔ وزیر موصوف نے آسمان کی طرف دیکھ کر کلمہ پڑھ کر کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں۔ انہوں نے پھر شہادت کیوں نہیں دی؟ عدالت نے بلایا کہ جو، جو شہادتیں ہیں، وہ لے کر آئیں۔ میں اس مقدمے کا وکیل ہوں، مجھے اس مثل کی ایک، ایک سطر اور ایک، ایک صفحے کا علم ہے۔ وزیر موصوف کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے کہا، میں on oath کہتا ہوں کہ یہ case سچا ہے، کیسی باتیں کرتے ہیں۔

جناب! ہم نے یہ بھی دیکھا کہ کل عید ہے اور صدر پاکستان کی ہمشیرہ جو رکن اسمبلی بھی تھیں، ان کو ہسپتال سے گرفتار کر لیا گیا کہ وہ بچوں کے ساتھ عید نہ منا سکیں۔ یہ دو جماعتیں ادھر بیٹھی ہوئی ہیں، شاید انہی کے بارے میں کہا گیا کہ،

مٹی کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے

وہ قرض اتارے ہیں جو واجب بھی نہیں تھے

جناب! یہ تختہ دار پر جھولے، ہم نے خود عمر قید کی سزائیں hijacking میں کاٹیں ہیں، ہم نے دو، دو مارشل لا بھی بھگتے ہوئے ہیں۔ ایسی باتیں نہ کریں یہ یکطرفہ ٹریفک نہیں ہے، قوم کو معلوم ہے کہ کس قسم کی فسطائیت 2018 سے 2022 تک اس ملک میں مسلط تھی۔ سیاسی اسیران کی تعداد کیا تھی؟ سیاسی مخالفین کو دیوار سے لگانا دور کی بات ہے، دیواروں میں چنا گیا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ اب ان کو سن لیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: آپ حوصلے سے سنیں، آپ dictate نہیں کریں گے، آپ بات سنیں۔ آپ موضوع سے ہٹانے کی کوشش نہ کریں، آپ تحمل سے بات سنیں جب آپ کے بارے میں بات ہوتی ہے۔ جناب! یہ کون سی بات کر رہے ہیں، میں کوئی اور بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا کوئی اور issue ہے تو آپ بات کر لیں، آپ پانی کو چھوڑ دیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: آپ dictate نہیں کریں گے۔ آپ کی جماعت کے ایک فاضل رکن نے اگلے روز قومی اسمبلی میں record قائم کیا ہے اور انہوں نے سگریٹ نوشی کی ہے، میں نام نہیں لوں گا۔ کچھ پڑھ لیا کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! وزیر صاحب کو بات کرنے دیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! مجھے جواب دینے کے لیے floor دیا گیا ہے، انہوں نے اپنی بات جاری رکھنی ہے تو پھر اس ایوان کا اللہ ہی مالک ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ جب آپ کا جی چاہے، آپ تقریر فرمانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہم لوگ آپ کو تحمل سے سنتے ہیں اور آپ کی بات سنی جاتی ہے۔

جناب! میں یہ ایک motion move کرنا چاہ رہا ہوں اور اس میں پارلیمانی لیڈران سے چیئرمین سینیٹ نے committees بناتے ہوئے۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب کا mic بند کریں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب! میرا mic بند ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: چیئرمین سینیٹ کا ہمیشہ سے یہ اختیار رہا ہے اور وہ یہ اختیار استعمال کرتے ہیں۔ Leader of the Opposition نے کہا کہ آج علی ظفر صاحب نہیں ہیں۔ اچھا، آپ چیئرمین صاحب کو نہ پڑھائیں۔

Motion under Rule 167 moved to elect Senate House Committee

Senator Azam Nazeer Tarar: I move that it is hereby moved under Rule 167 of Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 that Senate House Committee may be elected by Senate comprising Members as per proposed list. The House may also authorise the honourable Chairman Senate to make changes in the composition of said committee as and when he deems fit.

جناب قائم مقام چیئر مین: آپ motion move کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میں نے move کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: میں تحریک ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میں نے ابھی آپ کے سامنے motion move کی ہے۔ جناب! اس کی composition میں ایک پارلیمانی لیڈر نے بتایا ہے کہ communication میں فرق آیا کہ سینیٹر بشریٰ انجم بٹ صاحبہ کی بجائے سینیٹر ناصر بٹ صاحب کا نام تھا، وہ شاید ہوئی۔

جناب قائم مقام چیئر مین: میں نے اس حوالے سے سینیٹر سید شبلی فراز صاحب کو تین مرتبہ فون کیا اور 2 messages کئے اور انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا، میں نے House Committee کے حوالے سے کئے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ House Committee Lodges کے بارے میں ہے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: میں نے پھر اس حوالے سے سینیٹر سید علی ظفر صاحب کو فون کیا، انہوں نے بھی مجھے جواب نہیں دیا، انہوں نے چیئر مین آفس کو دیا۔ میں نے سینیٹر ایمل ولی خان صاحب سے بات کی، انہوں نے سینیٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ کا نام دیا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میں پڑھ دیتا ہوں کہ اس کی composition یہ ہے کہ Deputy Chairman صاحب ہمیشہ سے اس کے Chairman convener ہوتے ہیں، سینیٹر ناصر بٹ صاحب PML(N) کی طرف سے ہیں، پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹرین کی طرف سے سینیٹر بلال احمد خان صاحب کا نام شیری رحمان صاحبہ نے دیا، ایمل ولی خان صاحب نے سینیٹر ہدایت اللہ خان صاحب کا ANP کی طرف سے نام دیا، سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب جمیعت علمائے اسلام کی طرف سے ہوں گے، سینیٹر دنیش کمار صاحب بلوچستان عوامی پارٹی کی نمائندگی کرتے ہیں، سینیٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے ہیں، سینیٹر خالدہ اطیب صاحبہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کی طرف سے ہیں۔ میں عرض کر دیتا ہوں کہ یہ آٹھ رکنی کمیٹی ہے۔ آغا صاحب! آپ کی بات درست ہے۔۔۔آگے۔۔۔T09

T09-24May2024 Tariq/Ed: Mubashir. 11:50 am

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ۔۔۔جاری۔۔۔میں عرض کر دیتا ہوں جی۔ یہ آٹھ رکنی کمیٹی ہے، آپ کی بات درست ہے آغا صاحب۔ جناب میں بتاتا ہوں۔ میری عرض سن لیں، میں نے یہ کمیٹی نہیں بنائی ہے۔ یہ چیئر مین صاحب نے بنائی ہے، پیش ہم نے ہی کرنی ہوتی ہے۔ ایک سیکنڈ میری

عرض سن لیں آغا صاحب۔ جناب یہ 08 رکنی کمیٹی ہے۔ جن جماعتوں کی نمائندگی majority میں ہے، جس جماعت کے 27 ارکان ہیں انہیں بھی ایک سیٹ ملی ہے، جس کے 21 ارکان ہیں انہیں بھی ایک سیٹ ملی ہے، جن کے 24 ہیں ان کو بھی ایک سیٹ ملی ہے، جن کے پانچ ارکان ہیں انہیں بھی ایک سیٹ ملی ہے، جن کے تین ہیں ان کی بھی ایک سیٹ ہے۔ جناب یہ House Committee ہے۔ بلوچستان عوامی پارٹی کے پانچ سینیٹرز ہیں، اسی طرح سے جمعیت علماء اسلام پاکستان کی تعداد زیادہ ہے، جو single or two members ہیں وہاں تک نہیں پہنچی۔ جناب! یہ پچاس سالہ tradition ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب آٹھ سے زیادہ membership نہیں ہے۔ آٹھ پر ختم کر دیا ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ Rule 167 کے تحت ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب Rule 167 کے تحت یہ ایک Statutory Committee ہے۔ میں نے بتا دیا ہے جناب چیئرمین، آپ ایوان کی رائے لے لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جو اس تحریک کے حق میں ہیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب یہ تو ایوان کا کوئی discipline نہیں ہے، اب کوئی سننے کو تیار نہیں ہے۔ اس discipline کے ساتھ ایوان چلانا ہے۔ ایک وقت میں چھ لوگ بول رہے ہیں۔ یہ discipline ہے۔ یہ تحریک منظور ہو چکی ہے۔ میں آغا صاحب آپ کے لیے پڑھ دیتا ہوں There shall be a House Committee جب ترمیم ہو گی، آپ ہمارے سر آنکھوں پر ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب آپ ہماری سر آنکھوں پر ہیں، ترمیم کروا لیں گے، آپ جائیے لیکن جو majority members کی جماعت تھی انہیں ایک ایک سیٹ دی گئی ہے۔ یہ Lodges کی صفائی ستھرائی کی کمیٹی ہے اس سے آگے کچھ نہیں ہے، آپ ایوان کا sense لے چکے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: چیئرمین سینیٹ صاحب سے بات کیجیے گا، یہ تو pass ہو گیا ہے جناب۔ میں نے اسی لیے پڑھا ہے۔ سنی اتحاد کی بھی ابھی جو دو سیٹیں آئی ہیں۔ ANP کی تین سیٹیں ہیں۔ جناب یہ ایوان کا order ہے جی۔ اس طرح سے ایوان نے چلنا ہے۔ یہ ہمارا discipline بنا ہوا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Order in the House.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب کمیٹی announce ہو چکی ہے، کمیٹی بن گئی ہے، اب جس کا جی میں آ رہا ہے وہ بول رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میرے خیال میں 'ہاں' والوں کی تعداد زیادہ ہے، اس لیے تحریک منظور کی جاتی ہے۔

(The motion was carried)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: 'ہاں' تین مرتبہ بولے ہیں، بس ختم کریں، یہ کوئی بات ہے کرنے والی۔ جناب یہ ایوان کا discipline ہے، کیا اس طرح سے ایوان چلتے ہیں۔ جس کے دل میں جو آ رہا ہے وہ کر رہا ہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے ایک مرتبہ سب سے پوچھا تھا۔ اگر ایک ہی وقت میں دس لوگ بولیں گے تو آپ کو ہاں اور ناں کا کیسے جواب سمجھ آئے گا۔ آپ تحمل سے سنیں، جب آپ کی طرف سے شبلی فراز صاحب نے بات کی تو اس کے بعد آپ کو منسٹر صاحب کو سننا چاہیے۔ آپ check کر لیں کہ آپ لوگ ہر issue پر زیادہ بولے ہیں۔ میرا یہ ذہن ہے اور میری یہ سیاسی تربیت ہے، اگر آپ لوگ ایسا کریں گے تو پھر ایسا نہیں ہو گا۔ کامل علی آغا صاحب ایک senior Senator ہیں، انہیں ہم نے کہا کہ rule دیکھ لیں تو وہ کہتے ہیں کہ rule نہیں ہے۔ جب rule پڑھا تو کہتے ہیں کہ اس میں ترمیم کر لیں۔ آرام سے بات کریں۔ اس تحریک کو میں ایک مرتبہ پھر پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ آپ بے فکر رہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ rule دیکھیں کہ یہ کس نے بنائی ہے؟ چیئرمین نے بنائی ہے، چیئرمین وہاں پر ہیں اس لیے میں بحیثیت چیئرمین کام کر رہا ہوں۔اس میں ساری جماعتیں شامل ہیں۔ ہم نے 13-12ارکان کی کمیٹی بنائی تھی۔ میں نے پوچھا تو بتایا گیا کہ ان کی تعداد بعد میں بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔Rules میں ترمیم کے لیے ایوان سے اجازت لینی پڑے گی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک تو بغیر floor کے کوئی بات نہیں کر سکتا ہے۔ اب میں صدر مملکت کی جانب سے موصول شدہ برخاست کرنے کا حکم نامہ پڑھتا ہوں۔

صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۵۴ کی شق (۱) کے مفوضہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے، میں بروز جمعہ ۲۴ مئی ۲۰۲۴ء کو سینیٹ کے اجلاس کی کارروائی کے اختتام پر ایوان کو غیر معینہ مدت تک برخاست کرتا ہوں۔

دستخط۔
آصف علی زرداری
صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان

(The House was then prorogued sine die)